

عقائد

عقیدہ کے معنی و مفہوم:

عقیدہ لفظ عقد سے نکلا ہے جس کے معنی مقرر کرنا، گرہ لگانا اور باندھنا کے ہیں۔ اس اعتبار سے عقیدہ کے معنی مقرر کی ہوئی اور باندھی ہوئی چیز کے ہیں۔ اصطلاحی مفہوم:

اسلامی اصطلاح میں ”عقیدہ“ دل کے اس کامل یقین اور اٹل اعتقاد کے ہیں، جس کے دباؤ اور اثر سے ایک صاحب ایمان اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کو وجود میں لاتا ہے اور اپنی اسی قوت ایمان کے زیر اثر وہ اسلام کی جملہ تعلیمات پر آخری دم تک قائم رہتا ہے۔ قرآن حکیم میں چونکہ عقیدہ کی بجائے ایمان کا استعمال ہوا ہے۔ اس لئے عقائد اسلام سے مراد جزائے ایمان یا شرائط ایمان ہیں۔

عقیدے کی ضرورت و اہمیت

زندگی کے بناؤ یا بگاڑ کا دار و مدار:

انسانوں کے تمام اعمال و حرکات اور ان کی زندگی کے تمام افعال و کارکردگی کا مرکز ان کے افکار و نظریات ہوا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے انسان کی زندگی کا بناؤ اور بگاڑ سراسر ان کے قلبی میلانات، فنی و فکری جذبات اور خیالات پر مبنی ہوتا ہے۔ یا آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ قلب انسانی میں عقیدہ ایک بیج کی مانند ہے۔ دل کی زمین میں جیسا بیج بویا جائے گا۔ اسی قسم کا درخت پیدا ہوگا۔ اگر فنی و فکری افکار و نظریات غلط عقائد سے عبارت ہوں گے تو لازمی بات ہے کہ اعمال بھی اسی درجے میں خراب اور غلط ہوں گے۔ جیسا عقیدہ ہوگا اسی کے مطابق زندگی ڈھلے گی۔

اسلامی تعلیمات پر عمل کا انحصار:

اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے عقیدے کی پختگی اور مضبوطی قوت ایمانیہ ایک بنیادی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ ہی کو نہیں مانتا تو وہ اللہ کے احکام پر کب اور کیوں عمل کرے گا۔ بعینہ اگر کسی دل میں خوف خدا اور آخرت کا پختہ یقین ہی نہیں ہے۔ تو جزا اور سزا کا اسلامی تصور اس کے لئے سراسر بے معنی ہوگا اور اسے اچھے یا بُرے اعمال کی قطعاً کوئی فکر ہی نہیں ہوگی۔ یاد رکھئے اگر اعمال صالحہ ایک عمارت کی مانند ہیں تو عقائد و ایمان اس عمارت کی بنیادیں ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر سرے سے بنیاد ہی نہ ہو تو پھر عمارت کے قائم ہونے کا کیا سوال؟

اسلامی سیرت و کردار کی نشوونما:

اگر ایمان و عقائد کمزور ہیں تو پھر اسلامی زندگی اختیار کرنا نہ صرف یہ کہ مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ایمان و عقیدہ ہی انسان کے لئے وہ قوت محرکہ ہے جو اسے اعمال صالحہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اس لیے ایمان و عقائد کے بغیر نہ اسلامی کردار پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسلامی شعور بیدار ہو سکتا ہے نہ اسلامی سیرت و کردار کی تشکیل کسی صورت ممکن ہے۔

زندگی کا مقصد بندگی رب ہے اور پوری زندگی مشروط طور پر اللہ کی اطاعت و محبت کرنا عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا“ (الذاریات-۵۶) ”لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا“ (البقرہ-۲۱) ”جو لوگ اہل ایمان ہیں وہ اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں“ (البقرہ-۱۶۵)

۹۔ خدا کی ناراضگی سے بچ کر رضا مندی حاصل کرنے کیلئے جن افکار و اعمال کی ضرورت ہے اس کا علم فرداً فرداً اللہ تعالیٰ نہیں دے گا۔ بلکہ انسانوں میں سے بعض نہایت برگزیدہ ہستیوں کو اٹھائے گا وہ اتمام حجت کریں گی انسانیت کیلئے نمونہ بنیں گی ان کی پیروی میں نجات اور مخالفت میں ہلاکت ہوگی۔ ارشاد فرمایا ”اللہ جانتا ہے کہ وہ منصب رسالت کسے عطا کرے“ (الانعام) ”اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے تو میری (رسول ﷺ) پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا“ (ال عمران-۳۱)۔

۱۰۔ وحی نبوت و رسالت مکمل ہو چکی اس کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا اب کتاب و سنت کی صورت میں آخری مکمل اور محفوظ ترین نظام حیات موجود ہے اس کی پیروی میں نجات اور اس سے غفلت میں ہلاکت ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا۔ ”آج کے روز میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا“ (المائدہ-۳) ”محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں“ (الاحزاب-۴۰)

وحی بطور حقیقی ذریعہ علم:

حواس عقل کی نارسائی اور ناکامی کے بعد خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مسائل کے حل اور سوالات کے حتمی اور قطعی جواب کی سبیل کیا ہے۔ یہ مسائل و سوالات چونکہ مابعد الطبیعات سے تعلق رکھتے ہیں لہذا ان کا صحیح اور حتمی جواب بھی مابعد الطبیعاتی ذریعہ وحی سے ہی حاصل ہو سکتا ہے جو اگرچہ ماوراء العقل حواس تو ہے لیکن نہ تو خلاف عقل ہے اور غیر محسوس ہونے کی بنا پر غیر موجود نہیں ہے۔ انسانی فطرت میں اس کی مستحکم بنیادیں ہیں انسانی تاریخ کے واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں سے پاک اور ماوراء ہے۔

وحی کا معنی و مفہوم

وحی کا لفظی معنی چھپی ہوئی راز کی بات، خفیہ اور سربرج اشارہ کرنا ہے۔ یہ ایک ایسا ذریعہ علم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے منتخب کردہ برگزیدہ بندوں کو عطا کرتا ہے اور وہ اس کے ذریعہ سے دوسرے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کا کام کرتے ہیں، عام انسانوں تک یہ پیغام یا تو صاحب وحی کے ذریعہ سے پہنچے گا، یا پھر روایت اور نقل کے ذریعہ سے ملے گا۔

شرعی اصطلاح میں وحی سے مراد وہ کلام الہی ہے۔ جو انبیاء و رسل پر نازل ہوتا ہے۔ یہ کلام خواب یا بذریعہ فرشتہ یا پردہ کے پیچھے یا وہ خطاب براہ راست دل پر الہام کرتا ہے۔

روحی کی اقسام

روحی کی دو اقسام ہیں: ۱۔ وحی متلو ۲۔ وحی غیر متلو

وحی متلو: وحی متلو سے مراد قرآن مجید ہے۔ جس کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور مضامین اور معانی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جو بذریعہ وحی نازل ہوا۔

وحی غیر متلو: وحی غیر متلو سے مراد حدیث رسول ﷺ ہے یعنی الفاظ تو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے لیکن مضامین اور معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کی مثل ایک اور چیز بھی دی گئی ہے یہ غیر متلو وحی ہے جسے سنت کا نام دیا جاتا ہے۔

ضرورت وحی پر عقلی دلائل

احکام الہی جاننے کے ذرائع:

اللہ کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اور اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے احکام الہی پر عمل ضروری ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ احکام الہی جاننے کے کون سے ذرائع ہیں اور ان میں سب سے بہتر اور شک و شبہ سے بالاکونسا ذریعہ ہے۔

- ۱۔ عقل: ایک ذریعہ احکام خداوندی اور رضائے الہی کو معلوم کرنے کا عقل ہے جس کا دار و مدار حواس خمسہ پر ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے حواس محدود ہیں اور ان کی رسائی بھی محدود! اس لئے عقل انسانی کائنات اور اس کی حقیقت خالق کائنات کی ذات و صفات اور اس کے احکام جاننے سے قاصر ہے۔
- ۲۔ وجدان: دوسرا ذریعہ قلبی مشاہدات کا ہے جسے وجدان کہتے ہیں۔ یہ بھی عقل کی طرح محدود اور نارسا ہے۔ ریاضت نفس کے ذریعے قلب انسانی صاف تو ہو سکتا ہے مگر جب تک خود اللہ تعالیٰ اپنے احکامات انسانوں تک نہ پہنچائے اس میں اللہ کی مرضیات اور احکامات کا عکس دکھائی نہیں دے سکتا۔
- ۳۔ اجتماعی فکر: جس طرح لاکھوں اندھے مل کر ایک آنکھوں والے شخص کے برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح انسانوں کا ایک جم غفیر بھی احکامات خداوندی کو دریافت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ان میں ہر شخص ہی تو بہر حال ناقص و نامکمل۔ محدود نارسا عقل وجدان ہی کا حاصل ہے۔ لہذا یہ ذریعہ بھی قابل اعتماد نہیں ہے۔

۴۔ وحی الہی: آخر میں ایک ہی ذریعہ رہ جاتا ہے کہ اللہ رب العزت خود اپنے انتظام کے تحت۔ اپنے احکامات و مرضیات سے انسانیت کو سرفراز فرما کر روحانی اخلاقی اور دینی رہنمائی بہم پہنچائے جسے اصطلاح میں رسالت کہتے ہیں۔ اور جس واسطے سے یہ ہدایت پہنچائی جاتی ہے اسے رسول کہتے ہیں۔

کرتا ہے اور کون بُرائی کرتا ہے۔ یعنی نیک و بد کی پہچان کیلئے پیغمبروں کی آمد ضروری تھی جو نیکی و بدی میں تمیز بتاتے تھے۔ بُرائی سے روکتے تھے اور اچھائی کی ترغیب دیتے تھے۔ اس لئے انسانی زندگی میں وحی کو بہت اہمیت حاصل ہے

آخرت میں جزا و سزا کے نظام سے آگاہی:

اللہ تعالیٰ کی بندگی اور فرمانبرداری میں زندگی بسر کرنا ہی اصل کامیابی و کامرانی ہے۔ اس ضابطہ الہی سے ہٹ کر زندگی گزارنا سراسر ناکامی و خسران کا ذریعہ ہے۔ یہ ضابطہ اور آخرت میں جزا و سزا کا نظام، نیکی اور بدی کی مختلف راہوں کی وضاحت اللہ رب العزت نے اپنے انبیاء کے ذریعے فرمادی۔ جو بذریعہ وحی ہمیں بتلائے گئے۔ ان تمام مثالوں سے انسانی زندگی میں وحی کی ضرورت کس قدر زیادہ ہے۔

وحی کی خصوصیات:

- ۱۔ حواس و عقل کے مقابلہ میں وحی الہی کو بے شمار خصوصیات حاصل ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔
- ۱۔ یہ ذریعہ علم حواس و عقل سے ماوراء ہے خلاف عقل ہرگز نہیں۔
- ۲۔ یہ ذریعہ ان تمام مابعد الطبیعی مسائل و احوال کی حتمی اور قطعی اطلاع دیتا ہے۔ جن کا تعلق ہماری زندگی کی تعمیر اور اخلاقی ترقی سے ہے۔
- ۳۔ اس علم کا منبع اور سرچشمہ ذات الہی ہے۔
- ۴۔ رحمت و حکمت خداوندی کا مظہر ہے۔
- ۵۔ یہ معاشرتی زندگی سے فرار کی بجائے اس زندگی کے مسائل کو بطریق احسن حل کرتا ہے۔
- ۶۔ تاریخی تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ذریعہ علم پر عمل کر کے انسان کامیاب ہو سکتا ہے۔
- ۷۔ وحی کو روح بھی کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ

”يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ“ (النحل-۲)

(وہ فرشتوں کو وحی یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں نازل فرماتے ہیں)

”وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا“ (شوری-۵۲)

(اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف (روح) بھیجی)

وحی کو روح قرار دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارا مادی وجود روح کے بغیر بے کار محض ہو جاتا ہے اے مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح انکار وحی سے انسان کا روحانی اور اخلاقی وجود مردہ ہو جاتا ہے۔

۸۔ وحی کے ذریعے نبی کو وہ علم ملتا ہے جو عام انسانوں کے پاس نہیں ہوتا۔ پیغمبر فرماتا ہے:-

”أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ“ (الاعراف-62)

(میں اللہ کے متعلق وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے)